

REGISTERED. NO. L. 89.

اخبار نور افشاں لودیانہ



حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۵) مطبوعہ ۹ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء بروز جمعہ جلد (۲۸)

گلدستۂ اخبارات

فصلوں کی حالت پنجاب میں اوسط درجہ کی ہر ✦ **بخشی** جیشی رام کی یادگاری میں ڈی-اے-وی کالج میں ایک وظیفہ قایم ہوا جس سے دوسرے یا تیسرے سال ایک طالب علم صنعت کی تعلیم پانے کے لئے جاپان جایا کریگا۔ **نہنت** تروبتی کے قتل کے الزام میں تین آدمی گرفتار کئے گئے۔ تحقیقات ہو رہی ہی۔ **پنجاب** کے تمام اضلاع میں سوا ملتان کے چارہ اچھا ہو گیا۔ **پروفیسر** کاک نے ملیریا بخار کا ایک عمدہ علاج دریافت کیا ہی۔ **جاپان** نے عورتوں کے لئے تجارتی سکول کھول دئے۔ اور ایک بڑے جاپانی فرشتہ نے اشتہار دیا ہی کہ صرف عورتوں ہی کو بطور کلرک کے ملازم رکھیگا۔ **کوہ الپس** کے دامن میں تین آدمی پانچ ہفتے تک ایک برف کے تودہ میں قید رکھے گئے سخت حیرت کی بات ہی کہ یہ زندہ ہے۔ **شیخ** علی محمد خاں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لدھیانہ ۸۰ دن کی رخصت پر جاتے ہیں ان کی جگہ مرزا ظفر اللہ خاں کام کرینگے۔ **آنریبل** پنڈت بشمبر ناتھ بوجہ علالت طبع نیشنل کانگرس لاہور کے پریسیڈنٹ نہ ہو نگے بلکہ کوئی صاحب انگلستان سے آوینگے۔ **آنریبل** کنور ہرنام سنگھ صاحب کے جالندھر تشریف لانے کے موقعہ پر سٹیشن پر ہزارہا ہندو مسلمان اور عیسائیوں نے نہایت دھوم دھام کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ لوگوں نے پھولوں کے ہار گلے میں ڈالے ✦

انجمن حمایت اسلام لاہور کوشش کرتی ہی کہ اس قدر غیر منقولہ جایداد بہم پہنچائے کہ جس کی آمدنی سے کالج کا کام چل سکے۔ **بخشی** جیشی رام کانگرس کی پراونشل کمیٹی کے سکرٹری تھے ان کی وفات پر اہل کانگرس کو بڑا صدمہ ہوا۔ **پنجاب** میں ایکٹ انتقال اراضی پاس ہونے سے وکالت پیشہ لوگوں کو بڑا رنج پہنچا ✦ **ہندو** کالج بنارس کو ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ حاصل ہو چکا۔ **چین** میں انگریزی رسالہ کو جس قدر ویلر گھوڑوں کی ضرورت تھی پوری ہو گئی۔ **مدراس** گورنمنٹ خچروں کی افزایش نسل کا کام زمینداروں سے لینا چاہتی ہی۔ **حصار**-کرنال-انبالہ لدھیانہ کے **ضلعوں** میں بخار کی شکایت بہت ہی۔ **حضور** وایسرائے نے کراچی سے جہاز میں سوار ہو کر کچھ منڈوی کی سیر کی پھر جوناگڈھ میں رونق افروز ہوئے۔ یہاں نہایت دھوم دھام سے استقبال کیا گیا۔ تمام شہر کی آرایش اس مبارک موقعہ پر نہایت عمدہ کی گئی تھی۔ **احمد آباد** میں خیراتی کام پر ایک سب انجنیر مسمی لچھمن لال روپیہ غبن کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ اور دس سال قید کی سزا ہوئی اور تین ہزار روپیہ جرمانہ بھی ہوا۔ ماتحتوں کو ۲ سے ۴ سال تک قید اور ایک ایک سو روپیہ جرمانہ ہوا۔ **نظام** دکن نے محمد عبدالحسن خاں کو صرف خاص دیوانی کے عہدوں سے موقوف کر دیا اور خطابات چھین لئے۔ خان بہادر شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر تھے۔ صاحب رزیڈنٹ کو حضور کے برخلاف لکھا تھا۔ **پورٹ کمشنر** کلکتہ کے معاملات کی پڑتال کے لئے بنگال گورنمنٹ نے ایک کمیشن مقرر کر دی۔ **الیمنٹری** کمسٹری اور الیمنٹری فزکس کے مضامین انڈین سول سروس کے امتحان سے الگ کر دئے گئے ✦

مسٹر ٹاٹا نے آموں کی تجارت لندن سے شروع کر دی فی آم ایک شلنگ قیمت حاصل ہوئی۔ برف میں محفوظ رکھکر بھیجے جاتے ہیں۔ **بنگال** گورنمنٹ کے دفاتر دارجلینگ میں بند ہو کر یکم نومبر کو کلکتہ میں کھل گئے۔ **طوفان** زدگان کلکتہ کی کمیٹی نے ۱۸ ہزار جمع کیا تقسیم نہایت احتیاط سے کی جاتی ہی۔ **خان دیر** نے چترال کے فوجی ریلیف میں دل و جان سے مدد دی۔ گورنمنٹ نے خوش ہو کر بجائے خان کے نواب کا خطاب دیدیا۔ نواب صاحب برٹش کے ساتھ بڑی اطاعت سے پیش آتے ہیں اور برٹش دوستی کے قدر و قیمت کو خوب پہچانتے ہیں۔ ان اطراف میں نواب صاحب کا بہت بھاری اثر ہی۔ **خوشحال گڈھ** سے کوہاٹ تک شاخ ریلوے کے بنانے کی اجازت وزیر ہند سے آگئی ۲/۱ ۲ فٹ پٹری۔ **تخمینہ** اخراجات ۲۰ لاکھ ہی۔ فوجی مزدوری سے کام لیں گے۔ تھل کی طرف تک بھی پیمایش کی جاویگی۔ **ہندوستان** میں مزید روپیہ ڈھالنے کے واسطے وزیر ہند صاحب نے اور ۵ لاکھ پونڈ کی چاندی خریدی۔ **تعلقداران** اودھ نے وفاداری سرکار کی غرض سے فوج ملیشیا بھرتی کرنے کی خواہش ظاہر کی کمال وفاداری۔ **جنوبی** افریقہ میں انتظام ڈاک کی اسامیوں کے لئے چار دیسی عہدہ داران ڈاک روانہ کئے گئے۔ **وہاں** ریلوے کے کلارکوں گارڈوں سٹیشن ماسٹروں کی بھی ضرورت ہی ولایت سے منگوانے لگے ✦ **مدراس** کے مسٹر ایف-اے-نکلس صاحب کونسل واضع آئین ہند کے ممبر مقرر کئے گئے ہیں۔ **اول** پلٹن بنگالہ مارشس سے الہ آباد کو بدلیگی ۱۸ ویں پلٹن بنگالہ دیناپور سے مارشس کو جاویگی۔ **حکام** کشمیر سے درخواست کی گئی ہی پونچھ ندی میں مچھلیوں کی حفاظت کریں بہت بے ضابطہ بربادی ہو رہی ہی ✦

ایڈیٹوریل نوٹس

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب۔ ڈی۔ ڈی۔ ایڈیٹر
پادری ابن بیرعباس تخلص بہ پنڈت اما سنگھ انور منشی عالم اسسٹنٹ ایڈیٹرز
پادری ایچ۔ گولکناتھ صاحب۔ پادری غلام مسیح صاحب — ایڈیٹوریل
پادری طالب الدین تخلص بی۔ اے۔ پادری پی۔ سی۔ اوپل صاحب
پادری جی۔ ایل۔ ٹھاکر داس تخلص بہ پادری جیمل سنگھ صاحب
پادری بی۔ بی۔ ایل صاحب۔ پادری کیدارناتھ صاحب بنت — کارسپانڈنٹس

جنگ ٹرنسوال۔ جنرل بوتھا نے کہا کہ میں اطاعت کر لیتا مگر کیا کروں پریسیڈنٹ سٹائن نہیں مانتا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ضلع ہبزبرگ میں بوئروں کے پاس سترہ توپیں ہیں۔ بوئروں نے ایک انگریزی چوکی کو قابو میں کر لیا جو جنیوا سے ۹۰ میل کے فاصلہ پر واقع تھی اور کیپ ٹون سے آتی ہوئی ریلوے کو بھی لوٹ لیا۔ مگر ایک زرہ پوش ریلوے کے دفعتہً آجانے سے رفوچکر ہو گئے۔ افواج جنوبی افریقہ کا گیارھواں ڈویزن توڑ دیا گیا۔ لارڈ رابرٹس کے انگلستان تشریف لانے کے موقعہ پر جنرل پول کیرو بھی ان کے ساتھ آئیں گے۔

بوئر کچھ نہ کچھ شرارت کرتے رہتے ہیں۔ لیکن انگریزی فوج بھی ان کو ٹھیک بنا کر چھوڑیگی جنرل رنڈل نے رٹز اور تھلم کو بوئروں سے پھر چھین لیا۔ اس جنگ میں انگریزوں کے تین قتل اور ۱۷ سپاہی مجروح ہوئے۔ لارڈ گراسونیر بھی زخمیوں میں شامل ہیں۔ لارڈ کچنر نے پرٹوریا میں آسٹریلین فوج کو وداع کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے واپس جانے کے مبارک موقعہ پر ہم نہایت خوش ہیں لیکن ابھی یہاں بہت کچھ کام کرنا باقی ہے۔ جنرل پیگٹ نے بوئروں کے پچیس ہزار مویشی گرفتار کر لئے۔ اس قدر مویشی ایک ہی وقت میں اب تک گرفتار نہیں ہوئے تھے۔ غرض کہ بوئروں کا ہر طرح سے کچومر نکل رہا ہے۔

ہبزبرگ میں بوئروں نے ۳۰ آدمی گرفتار کر کے چھوڑ دیئے اور شہر کو لوٹ لیا گذشتہ ماہ میں کئی قتل و مجروح ہوئے۔ مگر اب جنگ بالکل ختم ہوئی۔ ڈیویٹ اب فرینک کوٹ میں ہے اور آٹھ سو مویشی بوئروں کے چھین لئے۔

جنگ چین۔ اہل جرمن نے ٹینٹسن اور پیکن میں بذریعہ تار کے سلسلہ پیغام رسانی قایم کر دیا ہے۔ نیز اور فرانس انگلو جرمن کے معاہدہ کے آخری فقرہ کو قبول نہیں کرتے۔ سفیر متعینہ دار الخلافہ روس نے کریمیا میں جا کر شہنشاہ روس کا شکریہ ادا کیا کہ حضور نے فوجوں کو پیکن سے واپس لے جانے سے سلطنت چین پر بڑا احسان کیا ہے۔ شہنشاہ و بیگم چین بھاگنے کے وقت نہایت بے سر و سامان اور سخت پریشان تھی۔ تمام اراکین سلطنت پر لعنت بھیجتی تھی کہ بے بنیاد باتیں بنا کر فریب دیا۔ کونٹ والڈرسی نے مقام سائی شان کو فتح کر لیا اور سیکنگ کو آ پر حملہ آور ہے۔

ٹمپرنیس سوسائیٹی۔ ۲۵ اکتوبر کو بصدارت ڈاکٹر جے۔ سی۔ آر۔ یونگ صاحب۔ ڈی۔ ڈی۔ برہمو مندر میں ایک ٹمپرنیس سوسائیٹی کا جلسہ ہوا۔ پریسیڈنٹ جلسہ نے اس قسم کے جلسوں کا شکریہ ادا کیا اور بابو اے۔ سی۔ موزمدار کو سپیچ دینے کے لئے کہا۔ بابو صاحب موصوف نے ایک فصیح لکچر شراب خانہ خراب سے پرہیز رکھنے کے بارہ میں دیا۔ بعد ازاں لالہ بندرابن۔ بی۔ اے۔ اور لالہ کاشی رام اور مسٹر ایس۔ اے۔ عزیز نے بھی اس مضمون پر بہت کچھ فرمایا۔ آخر میں پریسیڈنٹ صاحب نے ایسا فصیح اور بلیغ لکچر دیا کہ تمام سامعین نہایت خوش ہوئے۔ اور پھر پریسیڈنٹ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد جلسہ برخاست کیا گیا۔

تار برقیان

مہاراجہ کپورتھلہ بالمورل کی سیر کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ **انورڈ** جو نیشنل بینک نیویارک کا لاکھوں روپیہ اڑا کر روپوش ہو گیا تھا گرفتار کیا گیا۔ **لارڈ** ولزلی نے شاہی والنٹیروں کی سپاہیانہ خدمت کا شکریہ ادا کیا اور صحیح و سلامت گھر واپس آنے کی مبارکباد دی۔ **شاہی** والنٹیروں کی آمد پر لندن میں کثرت ہجوم سے سینکڑوں آدمی زخمی ہو گئے۔ لندن کے اخبارات کہتے ہیں کہ لارڈ رابرٹس اور کولولی کی فوج کی آمد پر ایسی واردات نہ ہونے پائیں پہلے ہی سے پورا پورا انتظام کیا جاوے۔ **آسٹریلیا** کے جلسہ پارلیمنٹ میں ایک ہزار فوج اور چار توپیں لندن سے بلائی گئی۔ **سرکاری** طور پر مشتہر کیا گیا کہ سر چارلس ایلیٹ انجبار کے کونسل جنرل مقرر کئے گئے۔ **لارڈ لنسڈون** کے وزیر خارجیہ ہونے پر اخبارات لندن نکتہ چینیاں کر رہے ہیں۔ **لارڈ** سالسبری صاحب وزیر اعظم ہونے کے علاوہ لارڈ پریوی سیل کے عہدہ پر بھی ممتاز ہونگے۔ **مسٹر** ریچی نئی وزارت میں ہوم سکرٹری کے عہدہ کو پُر کریں گے۔ **سر الفریڈ ملنر** انتظام کے متعلق کارروائی کر کے کیپ ٹون کو واپس آ گئے۔ **بوئر عورات** بھی بوئروں کو مدد دیتی ہیں۔ اس لئے عورات کو گرفتار کر کے قصبات اور بندرگاہوں کو روانہ کر رہے ہیں تا کہ مدد نہ دے سکیں۔ **لارڈ** رابرٹس کے انگلستان واپس آنے کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ ۲۰ نومبر کو ڈربن کے راستے کیپ ٹون میں آ کر جہاز پر رونق افروز ہو کر روانہ ہو جائیں گے۔ **جن** بوئروں نے بوئروں کو پناہ دی تھی۔ اب ٹرنسوال میں واپس آ کر جنگ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ **بلومفونٹین** میں برٹش فوج کے لئے بارکیں بنائی جائینگی اور سات ہزار فوج مستقل طور پر یہاں رہا کرے گی اس کے رہنے سے بوئروں پر پورا پورا رعب قایم رہیگا۔ **پاؤٹنگفو** میں حکام چین پر جو مشتبہ کر عدالت نے فیصلہ دیا کہ ان کو قتل کیا جاوے۔ مسیحی مشنریوں کے قتل کا الزام پایہ ثبوت کو پہنچا۔ ۲۸ دن کی رسد لیکر کوماسی سے انگریزی مہم آشانٹی کی بغاوت فرو کرنے کے لئے روانہ ہو گئی۔ **سپین** میں ایک بڑی بھاری سازش جمہور کے خلاف ظاہر ہوئی۔ بہتیرے لوگ گرفتار ہو گئے۔ سخت تشویش پھیل گئی۔ مارشل لا جاری ہوا۔ **ٹنٹسن** سے پیکن تک سلسلہ ریلوے جاری ہوتا مشکل نظر آتا ہے۔ ہر چند کہ جا بجا تیزی کے ساتھ مرمت ہو رہی ہے لیکن خوف کیا جاتا ہے کہ مرمت ختم نہ ہو سکیگی اور موسم سرما میں دریائے پیہو کا پانی جم جائیگا۔ **میسور** میں چندہ قحط کل ۶۲۲۷۹ روپیہ جمع ہوا جس میں سے ۴۰ ہزار کلکتہ کے فنڈ کو روانہ کیا۔ **پنجاب** میں ۲۳۹۸۰۰ ایکڑ اراضی زیر کاشت نیشکر ہے۔ ۱۰۲۸۶۰۰ ایکڑ زیر کاشت کپاس۔ **بمبئی** کے مشہور کوٹھیداران گریوز کمپنی کا ڈیڑھ لاکھ روپیہ غبن ہوا۔ پارسی ملازموں پر شبہ تھا۔ **ایک** پارسی ملازم نانا بھائی گوا جی گولوالہ نے ریل گاڑی کے نیچے خود کشی کی ملازم کو شیار رکھو رکھا۔

روڑپر

"کیونکہ اگر یہہ تدبیر یا کام انسان سے ہی تو ضایع ہوگا" اعمال

۵:۳۸

یہہ حق بات ہی کہ انسان کے تمام کام ضایع ہونگے۔ اور خدا کے سب کام اور تمام تدابیر قایم اور برقرار رہیں گی۔ رسولوں کے اعمال کے مطالعہ سے صاف روشن ہوتا ہی کہ دین عیسوی کے آغاز میں رسولوں کے زمانہ میں جب یہہ الہی دین نہایت کمزور اور ذلیل اور حقیر لوگوں اور عوام اور جہلا کا دین تصور کیا جاتا تھا اور جب اس کی بیخ کنی کے لئے بادشاہوں سرداروں اور امیروں نے دل وجان سے سعی وکوشش کی۔ اور جب قوم یہود نے یقین کیا کہ ہم اس کو سطح زمین سے یوں اُکھاڑ ڈالینگے جیسا کوئی لڑکا چھوٹے پودے کو بغیر سعی بلیغ کے زمین سے اُکھاڑ ڈالتا ہی۔ اور جب اس کے پیروؤں کو وہ دُکھ اور مصائب برداشت کرنے پڑے کہ بیان سے باہر ہی کہ وہ جیلخانہ میں ڈالے گئے۔ جلا وطن کئے گئے۔ تلوار سے مارے گئے۔ درندوں کے سامنے پھینکے گئے۔ پر انہوں نے اپنے دین اور اپنی شہادت سے انکار نہ کیا کیونکہ خدا ان کے ساتھ تھا اور معجزات اور کرامات کے ذریعہ ان کے دین اور ان کی شہادت پر شہادت دیتا تھا۔ تب یہہ دین آگ کی مانند پھیلتا گیا کہ نہ شیطان اور نہ انسان اس کو روک سکا۔

اُستاد گملیئل نے جب دیکھا کہ قوم یہود کے سردار جنون اور غضب سے مخمور ہوکر خداوند یسوع کے رسولوں اور اس دین کو برباد کرنے کے لئے آمادہ ہیں تو ان کو چند کلمات تنبیہہ جو سنہری حروف میں کندہ کرنے کے لایق ہیں اور جو قاعدہ عالمگیر کا حکم رکھتے ہیں کہکر ان کو خونریزی سے باز رکھا کہ "اگر یہہ تدبیر یا کام انسان کی طرف سے ہی تو ضایع ہوگا"

چونکہ ہمارا مطلب اسوقت یہہ نہیں کہ ثابت کر دکھلاویں کہ دین عیسوی خدا کی تدبیر ہی اور نتیجتاً شیطان اور انسان کی تمام مخالفت پر غالب اور فتحمند ہوگیا اور ہوتا جاتا ہی اور ہو جایگا۔ ہم اس کو طول نہیں دیتے اور اپنے مطلب کیطرف رجوع کرتے ہیں۔

یہہ بات تو اظہر من الشمس ہی کہ جس بادشاہت اور خاندان میں پھوٹ پڑ جائے وہ بادشاہت اور وہ گھر قایم نہیں رہ سکتا بقول خداوند یسوع۔ آریا سماجوں میں پھوٹ پڑ گئی ہی اور نتیجہ یہہ ہی کہ موجودہ آریا سماج معدوم ہو جائیگی یا تبدیل شکل حاصل کریگی۔ اب ہم روڑپر کا حال سُنایا چاہتے ہیں۔

روڑپر شہر میں جس کی آبادی قریباً ۸ ہزار کے ہی اور جس میں اہل ہنود زیادہ اور محمدی کم ہیں۔ چند عرصہ سے دیانندیوں کا جھنڈا عروج پر تھا۔ ہر سال زور و شور سے آریا جلسوں کی دھوم دھام رہتی تھی۔ سماج تعمیر کیا گیا۔ مدرسہ کھل گیا۔ اپدیشک مقرر کئے گئے۔ زر خاطر خواہ جمع ہوگیا۔ شمار ممبراں بہت زیادہ ہوگیا تھا۔ سناتن دھرم والوں کو بہت تنگ کر رکھا تھا اور دونوں میں سخت مخالفت ہوگئی تھی۔ سناتن دھرمی بھی بہت بیدار اور اپنے مخالفوں کو شکست دینے میں بہت سعی اور کوشش کرتے اور سالانہ جلسے فراہم کرتے تھے۔

اب چند روز کا ذکر ہی کہ آریا بھائیوں نے ایک بڑا دلیری بلکہ اخلاقی شجاعت کا کام کیا۔ البتہ ہم ان کے اس قدم میں ہمقدم ہیں اور ان کو شاباش کہتے ہیں مگر ہم کسی کی بزدلی میں شریک نہیں اور نہ ہونگے۔ آریا بھائیوں نے کسی چھوٹی ذات کے آدمی کو جس کو سناتن دھرمی چمار بتلاتے ہیں اور آریا اس کو رہتیا کہتے ہیں مگر ہم کسی کو ذات کے تفرقہ سے نہیں پرکھتے آریا بنالیا۔ یہاں تک تو خیر گذری۔ مگر اس نومرید کو کھانے پینے میں بھی شریک کرلیا۔ کچھ دن تک تو یہہ دلیر کام خفیہ رہا مگر جب آریا دلیری نے آگے قدم بڑھایا اور عام کنوؤں پر پانی بھرنا شروع کیا تب تو تمام شہر میں شور و غل مچ گیا اور سناتن دھرمی اور محمدی دونوں آریوں کی مخالفت میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ اگر سرکار کا قوی ہاتھ روڑپر میں نہ ہوتا تو بہت جانیں معدوم کی جاتیں مگر جانوں کی طرف سے تو خیر گذری پر گھر گھر شور و غل ہو رہا ہی اور جگہہ جگہہ مشوروں کا بازار گرم ہی۔ معلوم نہیں کہ آخر نتیجہ کیا ہوگا۔ فی الحال جب سناتن دھرمیوں نے ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع انبالہ کو اس بات کی خبر دی تو جواب ملا کہ آریا لوگ اپنا بندوبست آپ کریں۔ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے کنوؤں سے پانی نہ بھریں۔ اب تو آریوں کی مصیبت شروع ہوئی ان کا عام کنوؤں سے پانی نکالنا بند ہوگیا ہی۔ اکثر ان میں نہر سے پانی لاکر پیتے ہیں۔ مگر اکثر بزدل نوجوان اس مصیبت کی برداشت نہیں کرسکے اور اپنے آریا پن سے استعفا دے بیٹھے اور کئی ایک فرار اور غایب ہیں اور اکثروں نے توبہ کرکے ہندوں سے منت وسماجت کی ہی کہ ہم نے گناہ کیا ہم توبہ کرتے ہیں ہم کو پھر آپ میں شریک کرلو۔ اور بعض گنگا میں اشنان کرنے کو گئے ہیں۔ یہہ سب اچھے خاصے آریا ممبر تصور کئے جاتے تھے۔ مقابلہ کرو اس ذرہ آزمایش کا جوان آریوں پر آپڑی ہی مصیبتوں کے اس پہاڑ کے ساتھ جو ہر زمانہ عیسائیوں پر پڑتی رہی ہیں۔ ہم آریوں کے اس پچھلے قدم کے ساتھ متفق نہیں شاید آریوں کو معلوم نہیں کہ آزمایش اور مصیبت کی

آگ صدق کو دوپہر کی سی روشنی بخشتی اور تمام جھوٹ اور فریب اور دنیاوی الایش کو جلادیتی ہو۔ خداوند یسوع فرماتا ہو کہ ”مبارک ہو تم جب لوگ تم کو راستبازی کے سبب ستاویں۔ اور تمہارے حق میں بُرا کہیں خوش ہو اور خوشی کرو کیونکہ انہوں نے تم سے پہلے نبیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا ہو۔

البتہ ہم ایک بات کو ظاہر کئے بغیر اپنے مختصر مضمون کو ختم نہیں کرسکتے کہ کوئی شخص دو خاوندوں کی خدمت نہیں کرسکتا۔ آریا لوگ ذات پات کو توڑنا چاہتے ہیں مگر ہم کو اس میں بھی شک ہو۔ خیر اگر یہہ ان کا ارادہ اور مقصد ہو تو ہم ان کے ساتھ متفق ہیں اور ان کو مبارک کہتے ہیں۔ مگر یہہ بھی صاف ظاہر ہو کہ وہ دوسرے ہندوؤں اور سناتن دھرمیوں کے ساتھ شیر و شکر کی طرح میل جول رکھتے ہیں۔ لوتھر کو یاد کرو کہ تمام رومن کیتھولک دنیا اس کے برخلاف تھی۔ مگر وہ اکیلا اور کلام حق اس کے دل اور ہاتھ میں اور وہ ہرگز ہرگز دنیا کو خوش کرنا نہیں چاہتا تھا۔ آریا بھی رہیں ہندو بھی کہلاویں۔ برادری کو خوش رکھیں۔ لعن طعن بھی نہ سہیں گھر بار سے دور نہ کئے جائیں اور بھرشتیوں کو آپ میں ملالیں۔ یہہ تو بے شبہ دو خاوندوں کی خدمت کے برابر ہو اور یہی ناممکن ہو۔ آخر میں ہم کہتے ہیں کہ ہم تو ان انقلابات اور تبدلات میں خدا کا ہاتھ دیکھ رہے ہیں اور یقین جانتے ہیں کہ علم کے ساتھ جب لوگ ان جھگڑوں اور دھندوں میں خاطر خواہ تسلی اور روحانی اطمینان کو معدوم پاویں گے تو ضرور اس چشمہ زندگی کی طرف رجوع لاویں گے جو خداوند یسوع کے خون سے جاری ہوا ہو اور جس میں اشنان کر کے اور آب حیات پی کر ہمیشہ کی زندگی میں شریک ہونگے کیا سناتن۔ آریا۔ محمدی سکھ۔ چوڑھے۔ چمار۔ سانسی۔ یورپین۔ ایشیاٹک۔ امریکن۔ افریقین سب اس چشمہ زندگی میں شریک ہوسکتے اور ایک ذات کے کہلا سکتے ہیں وہ وقت نزدیک ہو۔

راقم

پی۔سی۔یو۔روبٹر

اچھا گڈریا

اچھا گڈریا میں ہوں یوحنا ۱۰: ۱۱

مقدس کتاب کے اُن تمثیلی ناموں میں سے کہ جن سے ہمارا خداوند مسیح کہلایا گیا ہو۔ یہہ ایک نہایت ہی موضوع ہو۔ اچھا گڈریا۔ لیکن وقت بدل گئے ہیں۔ ایام دوسرے ہیں۔ زبان اور ہو اور مکان اور۔ وہ طریق خیال جو یہودیوں کا تھا سو ہمارا نہیں وحسن کلام کہ ان کے دلوں کو پیارا تھا ہم کو پیارا نہیں۔ ہاں چونکہ سب آدمزاد ہیں اور سب کی طبیعت کی بنیاد ایک ہی ہو۔ ہم ان کے مروّم خیالات۔ کسی قوم کے خیالات کی خوبی کو اگرچہ دن بدل گئے ہوں بالکل ناپسند نہیں کرسکتے ہیں۔ لیکن جب کسی کلام کی خاص خوبی یہہ ہو کہ ایک خاص طور کا دل اُسے حقیقتاً محسوس کرسکے تو غیر دل پر اس کا اثر اتنے ہی زور سے نہ ہوگا۔ ہمارے خداوند کا کلام خاصکر اسی قسم کا تھا۔ کیا تھی وہ عجیب قوت اس کے سادہ وپاکیزہ کلام میں کہ بھیڑوں کو اس کے پیچھے کھینچتی تھی؟ کیا بلاغت؟ زبان آوری؟ کوئی نیا فلسفہ زمانہ؟ کیا صرف معجزے؟ وہ کیا تھا اس کے کلام میں کہ عوام وعالم اس سے دنگ تھے؟ کیا علم فقہ؟ دلایل از منطق ارسطو ہی؟ کیونکر یہہ حیرت کی صدا سب کے منہہ سے نکلتی تھی؟ ”ہرگز کسی شخص نے اس آدمی کی مانند کلام نہیں کیا“۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے کلام کا خاص زور اس میں تھا کہ وہ دلوں پر کارگر ہوتا اور انہیں موہ لیتا تھا۔ ای تم جو تھکے ..... ”ای یروشلم ....“ نمونہ ہیں اس کے پُرزور کلام کا کہ دل کو بے اختیار اپنی طرف کھینچتا ہو اور چونکہ دل کی سلطنت دماغ پر مسلط ہو ہمارے خداوند کا کلام وہ کلام ہو کہ سب کلاموں پر حکم لگا رکھتا ہو۔

اب مضمون خاص کی طرف متوجہ ہوکر ہم دیکھیں کہ کون سی خوبی اس بیان (یوحنا ۱۰ باب) میں پائی جاتی ہو۔ لیکن بے فایدہ ہم اس کو پڑھیں گے اور پھر پڑھیں گے اگر ہم محض حُسن صورت وہاں تلاش کرتے ہیں۔ ہمارے عزیز خداوند کے کلام میں سڈول ڈول کی کچھ خوبی نہ تھی اور نہ کچھ رونق کہ ہم اس پر نگہ کریں۔ اور کوئی نمایش بھی نہیں کہ ہم اس کے مشتاق ہوں۔ ہم پر افسوس اگر ہم اس بیان کو کہ حسن اندرونی سے پُر ہی پڑھ کر چپ ہو رہیں ہماری روح اور دل کے ساتھ ہماری زبان بھی اور اپنے منہہ سے اتنے تعریف کے کلمے بھی نہ نکالیں جتنے کہ ان بے ایمان یہودیوں میں سے بعضوں نے نکالے (آیت ۲۱) سچ مچ افسوس کی بات ہو کہ ہم پوری طرح سے اس تمثیل کا زور اس کی مناسبت معلوم نہیں کرسکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم سوچیں اور یہودیوں کی اگلی تواریخ میں اس مضمون کی بابت جتنا کہ دریافت ہوسکتا ہو ڈھونڈھیں تو اپنی موجودہ ترقی زمانہ کی روشنی اور اپنے خداوند کے علم معرفت الہام کے ساتھ اس بات میں وہ وہ روحانی غذائیں چکھیں گے اور وہ آسمانی گیت سُنیں گے وہ تسلی کے کلمے پڑھیں گے ان محبت کے رشتوں کو معلوم کریں گے جن کو معلوم کر کے وہ مقدس بندہ سکا اور اپنی گریہ خستہ حالت دیکھ کر شکر اور آنسوؤں کے گیت میں چلا اُٹھا ای رحیم باپ خدا۔ ای عزیز خداوند یسوع میں نہیں جانتا کہ تو نے مجھ سے حقیر کو کیوں ایسا پیار کیا؟ تب شوق سے ہم بھی اس مبارک گھڑی کے منتظر ہونگے۔

جبکہ وہ جس نے ہمیں پیار کیا اپنی گود میں لیگا اور اس بڑے بھید کو ہم پر کھول دیگا جس محبت کے شکریہ میں ہماری زبان ابد تک بند نہ ہوگی۔ آمین۔

یہودیوں کا باپ یعقوب گڈریا تھا۔ ان کا دادا ابراہیم بھی گڈریا ہی تھا۔ موسیٰ ان کے بڑے نبی اور شریعت دینے والے نے مدیان میں گلے چراتے تھے۔ داؤد ان کی قوم کے تاج ان کے بڑے بادشاہ نے بھیڑوں کی پاسبانی کی تھی۔ اور یوں یہہ نام گڈریا علامت پدرانہ محبت و نگرانی کا ہوا ہر ایک یہودی کے دل کو بڑا پاک اور پیارا تھا۔

"اچھا گڈریا میں ہوں" ان الفاظ کی آواز یہودی کان پر عجیب اثر سے پڑتی ہوگی اور اس کو توریت اور زبور اور انبیا سے متعلق مضامین یاد دلاتی ہوگی۔ ہم کو بھی وہ زبور پرنور تجلی خوبی و خوبصورتی سے یاد آتا ہے کہ زبوروں کی روحانی آسمان میں شمل قوس قزح کے اپنے پیرایہ حسن بوقلموں میں دیکھ پڑتا ہے کہ فرشتوں کے دلوں کو اپنے نغمہ اندرونی سے لبھاتا ہے اور مقدسین کو اپنے شہادونے راگ کی کشش سے تیسرے آسمان تک پہنچاتا ہے۔ "خداوند میرا چوپان ہے" داؤد کو وہ دن یاد تھے جبکہ وہ خود بھی اپنی بھیڑوں کا ایک وفادار چوپان تھا۔ اپنی بھیڑوں کا عزیز چوپان۔ جو کہ اکیلا بیابان میں ہو آپ کو اپنی بھیڑوں کے ساتھ اکیلا نہ سمجھتا تھا۔ وہ انہیں اتنا پیار کرتا تھا کہ جب اس کی بادشاہی کے دنوں میں ایک خاص وقت ناتن نبی نے آکر اس سے ذکر کیا۔ کہ ایک کنگال پاس بھیڑ کے ایک بچے کے سوا اور کچھ نہ تھا جسے اس نے مول لیا اور پالا . . . . وہ اسی کی روٹی سے کھاتی اور اس کے پیالے سے پیتی تھی اور اس کی گود میں سوتی تھی اور اس کے بیٹے کی جگہہ تھی۔ تو اس کے دل میں نہایت خوشی ہوئی ہوگی کہ یہہ سب خیالی بات نہ تھی۔ اس نے بھی اپنی چوپانی کے دنوں میں اپنی بھیڑوں کو ایسا ہی پیار کیا تھا۔ لیکن جب اس نے سُنا کہ کیونکر ایک دولتمند نے اس کنگال سے اس کی عزیز بھیڑ چھین لی اور ایک مسافر کے واسطے ذبح کروائی تب وہ بشدت غصہ ہوا۔ کیونکہ اسے بھیڑوں سے بڑا پیار تھا۔ ہاں جبکہ جنگل سے ایک شیر نکل آیا اور اس کی عزیز بھیڑوں میں سے ایک کو لے جانے لگا تب اس نے اس کی داڑھی پکڑ کر اُسے جان سے مار دیہہ دلاوری کی مجبت تھی) تاکہ سب باقی جنگلی درندوں کو سبق دے۔ کہ آیندہ کو ان میں سے کوئی ایسی بیجا حرکت اس کی چوپانی کے حلقہ کے متعلق نہ کرے۔ اور تب کیا جانے ساری بھیڑیں داؤد کے گرد کوئی اس کی گود میں کوئی اس کے کاندھے پر اپنا منہہ رکھے جمع ہوئی ہونگی اور تب داؤد نے اپنا بربط اٹھا اپنے چوپان حقیقی کی یاد میں یہہ زبور پرسوز گایا ہوگا۔ "خداوند میرا چوپان ہے مجھے کچھ کمی نہیں"۔

ہمارے خداوند کے کلام میں "اچھا گڈریا میں ہوں" اچھا گڈریا اپنی بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے" کچھ ایسا ہی اشارہ بیشک ہے۔ اس عزیز چوپان نے نہ صرف ہمارے واسطے جنگ کی بلکہ اپنی جان بھی دیدی تاکہ ہم اس گرجتے ہوئے ببر کے منہہ سے بچ جائیں۔ لیکن داؤد کی بھیڑوں نے ضرور اپنے چوپان کا اپنے چھوٹے حیوانی دلوں سے شکر کیا ہوگا۔ ہاں داؤد کی آواز پہچان کے وہ اس کے پیچھے چلتی تھیں اور ہر خطرہ کے وقت میں اپنی پناہ کو پہچانتی تھیں۔

لیکن خداوند یسوع مسیح کی بھیڑیں۔ اس کی بھیڑیں وہی ہیں جو اس کی آواز سُنتی ہیں۔ وہ اپنے چوپان کی گود میں ہر ایک خطرہ سے محفوظ ہیں کوئی ان کو اس کے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا۔ لیکن اس کے بھیڑوں میں سے کتنی برائے نام ہیں؟ آہ بہت تھوڑی ہیں جو اس کی آواز سُنتی ہیں۔ بہت تھوڑی۔ لیکن کتنی ہی ہیں جو اس نہایت ہمدرد چوپان کو دل آزردہ کرتی ہیں۔

ہاں جنگل میں پھرتیں بے خوف و خود
چوپان مہربان سے دور بہت دور
وہ اپنے خطرے کو نہیں پہچانتیں اور اسی دشمن

کی طرف جوان کے پھاڑ کھانے کے لئے ہر وقت مُنہہ پسارے پھرتا ہے شوق سے بھاگتی ہیں اور وہ اپنے پُر محبت و ترس کھانے والے چوپان کو از حد رنجیدہ کرتی ہیں (ہائے ہماری کورنگی و ناشکری) اب بھی اس کی مُحبت دیکھئے۔

گر جنگل پُر خار ہیں کیٹلے ہیں پیڑ
پر توبھی وہ جاتا ہے ڈھونڈنے کو بھیڑ

"اچھا گڈریا میں ہوں" ان الفاظ میں ایسے شیریں و تسلی بخش معنے موجود ہیں کہ کوئی بھی اگر ان پر غور کریگا۔ یہہ گیت ضرور اپنے دل سے سرائیگا۔

کرم تیرا دایم اور لطیف ۔ زیست ساری ہو ساتھ تیرے
عزیز چوپان تیری تعریف ۔ نت گاؤں گھر میں تیرے

راقم
مشتاق مسیح

ہندوؤنکے مذہبی میلونکا نتیجہ

دیوالی

ای پیارے محمدی بھائیو! میں اس وقت آپ سے اور خصوصاً اہل ہنود سے مخاطب ہوں۔ ہندوستان کیسا وسیع ملک ہے اور اس کی چار دیواری خدا کی قدرت سے کیسی پختہ ہے کہ اس کی چاروں طرف خوبصورت پہاڑونکے سلسلے ہیں۔ اور ان پہاڑوں سے چشمے جاری ہیں جو دریا

بنکر اس ملک کو سیراب کرتے ہیں۔ اس ملک میں ہر ایک قسم کا غلہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ہر قسم کا میوہ اس کی چاردیواری کے اندر پایا جاتا ہے۔ اور ہر ایک قسم کی دھات ہندوستان کی زمین سے برآمد ہوتی ہے۔ اور اس ہندوستان کے باشندے بہ نسبت اور ملکوں کے باشندوں کے خوبصورتی میں ہرگز کم نہیں۔ ہر طرح سے یہہ ملک بہت عمدہ اور زرخیز ہے۔ اسی واسطے غیر سلطنتیں اس ملک میں آنے کو جد و جہد کر رہی ہیں۔ خصوصاً روس۔

ہندوستان میں اگر کوئی خراب چیز ہے تو اس ملک کے باشندے ہندو اور محمدی ہیں۔ جن کو خدا کا عرفان حاصل نہیں ہوا۔ اس ملک میں ہندوؤں اور محمدیوں کے عجیب و غریب تیوہار ہیں جن کا ذکر گاہے بگاہے اخبار نورافشاں میں ہوتا رہتا ہے۔ مگر ہم اس وقت دیوالی اور اس کے بد نتیجوں پر غور کریں گے جس کے ہندو لوگ خود مقر ہیں۔

دیوالی۔ کی اصلیت اور اس کی قدامت اور اس کی سچائی اس کی ابتدا سے ہم کو کچھ غرض نہیں۔ خواہ وہ کسی اچھی اور اخلاقی بات پر منحصر ہو۔ قطع نظر ہم موجودہ زمانہ میں جس طرح دیوالی کا برتاؤ اور عمل ہو رہا ہے۔ اس کا مختصر طور پر فوٹو کھینچکر ہدیہ ناظرین پیش کرتے ہیں۔

مہربانی کیجیے ہمارے ساتھ ذرا بازار چلیے

آہا آہا آج دیوالی ہے۔ ہندو اپنی دوکانوں کے سجانے اور سنوارنے میں مصروف ہیں۔ کسی نے دوکان پر سفیدی کرائی ہے۔ کسی نے گوبر سے ہی صاف کر کے دوکان کو آراستہ و پیراستہ کیا ہے۔ کسی نے تصویروں سے اپنا مکان سجایا ہے۔ کسی نے رنگوں سے مکان کو چمکایا ہے۔ جو ہے اسی دھن میں ہے کہ میری دوکان کی سجاوٹ سب سے عمدہ ہو۔ حلوائیوں کی دوکانوں میں اور ہی بہار آ رہی ہے۔ قسم قسم کی مٹھائیاں تھالوں میں چنی او نیچے اور اوپر رکھی ہیں۔

ہندوؤں کا خیال خام ہے کہ اس رات کو ہمارے گھر لچھمی یعنے دولت آتی ہے۔

ذرا اور آگے تشریف لے چلیے۔ وہاں اتنے آدمی کیوں جمع ہیں؟ یہہ الگ الگ ٹولیاں بنکر کیوں بیٹھے ہیں؟ او ہو جوآبازی کے سامان ہیں۔ ہندو جوآبازی میں مصروف ہیں اور ان کے ساتھ محمدی بھی شریک ہیں خوب روپیہ کھڑک رہا ہے نہ خدا کا خوف اور نہ سرکار کا ڈر۔

دو آدمی ہم سے بولے کہ آپ یہاں کیا لینے آئے ہیں؟ ہم نے جواب دیا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ لوگ کیا کرتے ہیں۔ کیوں بے فایدہ جوآبازی میں روپیہ برباد کرتے ہیں۔ ملک میں کال ہے اور خلق خدا بھوکی مر رہی ہے۔ اور تم لوگ جوآبازی میں مصروف ہو شرم نہیں آتی وہ بولے جاؤ بھی تم کو کیا آج تو ہم کو سرکار بھی منع نہیں کرتی ہم کو اجازت ہے جتنا چاہیں جوآ کھیل لیویں کوئی فریاد نہیں افسوس حیف ہندو بیچارے تو لکیر کے فقیر ہیں۔ مگر محمدی ان سے بڑھکر ہیں۔ وہ ہر بات میں ہندوؤں کے ہم پلہ ہیں۔ ہندوؤں کے قبیح تیوہاروں میں جھٹ شریک ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ہندوؤں سے بڑھکر کام کرتے ہیں۔ گویا محمدی ہندوؤں کا ہاتھ بٹاتے ہیں اور دعوی ایمانداری اور دینداری بھی کرتے ہیں۔

دیوالی کی رات کو سینکڑوں بدفعل عمل میں آتے ہیں جن کا مفصل ذکر کرنا سبب طوالت کا ہے مگر چند ایک سطور نمونہ کی یہہ ہیں۔ ہزاروں روپے جوآبازی میں برباد ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض آدمی ایسے دیکھنے میں آئے ہیں جو اپنی جایداد اور زیورات فروخت کر کے دیوالی کے قبیح تیوہار کی نذر کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں دیوالی کی رات کو جادو ٹونا جنتر منتر۔ طرح طرح کے بد رسوم ادا کئے جاتے ہیں اور بانجھ عورتیں ٹونا کرتی ہیں کہ کسی طرح ہمارے گھر اولاد پیدا ہو

اور سب سے بڑھکر دیوالی کی رات کو ہزاروں روپیہ کی شراب خانہ خراب فروخت ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

کیا ان باتوں کا نتیجہ راستی کا منبع ہے یا ملک کی بربادی و تباہی کا۔ کیا ایسے قبیح تیوہاروں کے پردہ میں ایسے ایسے واقعات نہیں ہوتے ہیں جو نہایت ہی عبرت انگیز ہیں۔ کیا گورنمنٹ نے سچ مچ اس دن کی اجازت دی ہے کہ جوآبازی ہو؟ اور کیا جوآبازی کا نتیجہ صاف ظاہر نہیں کہ اس رات سینکڑوں گھروں میں چوری ہوتی ہے۔ میں صاف کہتا ہوں کہ جوآبازی کا نتیجہ چوری ہے۔

اے پیارے ہندوؤ اور محمدیو کب تک اس جہالت میں پڑے رہوگے۔ کیوں نہیں بیدار ہوتے اور اپنی اولاد اور ہندوستان کے لئے بہتر نمونہ بنتے۔ کیا آپ ایسے ایسے قبیح تیوہاروں کو عمل میں لاکر مہذب دنیا کے سامنے سرخرو ہو سکتے ہو؟ یاد کرو کہ یہی اسباب تمہارے ملک کی بربادی اور تباہی کے ہیں جو اب عمل میں آرہے ہیں۔

اب ہم باادب ملتمس ہیں کہ ایسے ایسے میلوں اور تیوہاروں اور رسموں سے منہہ موڑو۔ کیونکہ یہہ روشنی کا زمانہ ہے۔ انجیل مقدس ہر ایک کو روشن کر رہی ہے۔ ایک دن ہم بھی آپ کی مانند تھے۔ اور آپ جیسے کام کرتے تھے۔ لیکن ہم نے مسیح کی طرف رجوع کیا اور مسیح جو حقیقی نور ہے اس نے ہم کو روشن کیا۔ اب ہم آپ کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ مسیح پر ایمان لاؤ تو حیات ابدی حاصل کروگے فقط۔

نور تاریکی میں چمکتا ہے اور تاریکی نے اسے قبول نہ کیا۔ یوحنا ۱: ۵

راقم

جے کے

شادیوال

گنیش داس واعظ کو جواب

چہ خوش ہمارے بھائی دو ماہ کے بعد جاگے۔ اس پر طرفہ ماجرا یہہ کہ اپنے ہی سوال کو بھول کے سکتہ کی حالت میں آ گئے۔ چنانچہ نور افشاں مطبوعہ ۲ ستمبر ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۵ کالم ۳ و ۴ میں آپ یوں خامہ فرسا ہیں۔

قولہٗ نامہ نگار ہمارے سوال کا مطلق مطلب نہیں سمجھا۔ . . . ہماری غرض یہہ تھی کہ اُردو عبارت میں سکتہ پڑتا ہے اگر کسی کے پاس اصلی کتاب انگریزی زبان میں ہو تو براہِ لطف و کرم اس میں سے کچھ تحریر فرمائے۔

اقول۔ واضح ہو کہ سائل کا پہلا سوال جو نور افشاں مطبوعہ ۱۵ جون ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۸ کالم ۲ و ۳ میں شایع کیا گیا تھا خواہ اب بھی دیکھ لو اس کے مطلب کے مطابق جیسا ہم نے سمجھا پورا و کامل جواب بدلائل دیچکے ہیں۔ اور اب سایل جو دوسرے پیرایہ میں سوال کرتے اور سکتہ کی مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو اب اس مرض کی دوا ہمارے پاس نہیں ۔

قولہٗ . . کیا خوب ۔ نامہ نگار نے روح کی بھی تجزیں کر دیں۔

اقول۔ واہ صاحب خوب سمجھے۔ خوب عقل سے کام لیا۔ لیجیے اپنی عقل کو پھر آزمایئے اور دیکھئے کہ ایلیاہ کی روح کا دوہرا حصہ۔ ۲ سلاطین ۲: ۹ و ۱۰۔ نیز موسیٰ کی روح کے ستّر۔ گنتی ۱۱: ۱۷ و ۲۵۔ نیز روح القدس کے ایک سو بیس۔ اعمال ۲: ۱-۴ ۔

قولہٗ حوّا کی روح کا ذکر۔ واعظ ۱۲: ۷ میں نہایت ہی صاف طور سے مرقوم ہے۔

اقول۔ اس آیت میں نہ حوّا کا نام اس کی روح کا نشان نہ کوئی اشارہ و کنایہ ہے اگر ہے تو آدم کے جسم و روح کا ذکر ہے۔ اسکا ثبوت یوں ہے ۔

(ا) اس آیت میں دو فقرے ہیں (۱) اس وقت خاک خاک سے جا ملیگی جس طرح آگے ملی ہوئی تھی۔ اور (۲) روح خدا کے پاس پھر جائیگی جس نے اُسے دیا۔ اب صاف عیاں ہے کہ تمام بنی آدم جسم سے پیدا ہوتے ہیں اور صرف پہلا ہی آدم خاک سے پیدا ہوا اور اسی کو یہہ کہا گیا کہ تو خاک سے نکالا گیا اور پھر خاک میں جائیگا۔ پیدایش ۳: ۱۹۔ پھر اسی آیت کا دوسرا فقرہ بھی اسی پر صادق آتا ہے کہ خدا نے اُسی کو روح بنا کے دی تھی۔ پیدایش ۲: ۷۔

(ب) پھر از روئے گرامر بھی یہہ بات ثابت ہے۔ چنانچہ ان دونوں فقروں کے درمیان اَور حرف عطف آیا ہے جو دونوں فقروں کو ملا دیتا ہے۔ جس پر پہلا فقرہ صادق آتا ہے اسی پر دوسرا فقرہ بھی صادق آتا ہے۔ لہذا ان دونوں فقروں کا مصداق آدم ہے نہ حوّا۔

(ج) واعظ اس مقام پر صرف انسان کی اصلیت کا ذکر کرتا ہے کہ پہلے اس کا جسم خاک سے بنا تھا اور روح خدا نے دی تھی اور موت (جو گناہ کا نتیجہ ہے) کے وقت ان دونوں میں پھر جدائی ہو جائیگی اور بس۔

(د) ہم نے تو اپنے پہلے مضمون میں بتلا دیا تھا کہ حوّا کی روح کہاں سے آئی۔ مگر سایل نے نہ معلوم کیوں اس سے چشم پوشی کی۔ اب پھر بتلا دیتے ہیں کہ آدم سے حوّا کے جسم اور روح کی پیدایش ہوئی۔ بعد ازاں اسی جوڑے سے تمام بنی آدم کے جسم و روح کا سلسلہ تولید جاری ہو گیا جس کا سر و جز آدم ہے۔ پس جس طرح اب تمام نباتات و حیوانات کا پیدا کرنے والا خدا ہی ہے ویسے ہی اب تمام بنی آدم کا پیدا کرنے والا بھی خدا ہی ہے۔ اور جب بائبل میں ایسے محاورے آئے ہیں کہ خدا نے روح پیدا کی یا جسم تو اسی سلسلہ تولید سے بنی آدم کی روح و جسم کی پیدایش سمجھنا چاہیے نہ کہ نئی خلقت کی پیدایش۔ چنانچہ یرمیاہ و ایوب کی نسبت لکھا ہے کہ خدا نے انہیں ماں کے رحم میں پیدا کیا دیکھو یرمیاہ ۱: ۵ و ایوب ۱۰: ۱۸ و ۳۱: ۱۵ آیات کیا یہاں پر یہہ خیال کریں گے کہ نئی مخلوق پیدا کی نہیں بلکہ یہہ کہ سلسلہ تولید سے پیدا کیا۔

اب آخر میں ہم آپ کی جانچ و پڑتال کی تعریف کرتے ہیں اور یہہ کہتے ہیں کہ متعلموں کا معلموں کو پہچاننے کا بھی طریقہ اور سلیقہ ہونا چاہیے۔ والسلام ۔

راقم
جسونت سنگھ

میں عیسائی کیوں ہوتا ہوں

مجھ سے اکثر احباب و اعزا ز دریافت کرتے ہیں کہ میں اسلام سے کشیدہ اور مسیحیت کی طرف راغب کیوں ہو رہا ہوں۔

یہہ ایک ایسا سوال ہے جس کے جواب میں عموماً مسلمانوں کے دل کو چوٹ لگتی ہے کیونکہ اسلام سے کشیدگی کے وجوہ جب بیان ہوتے ہیں تو وہ اس کی بدیوں اور خرابیوں پر محمول ہوتے ہیں۔ اور اگر صرف خوبی مسیحیت کی دکھاتا ہوں تو وہ اسلام کے نقایض پر دلیل بنتی ہے۔ الغرض یہہ بالکل غیر ممکن ہے کہ اسلام بغیر الزام کے بچ جاوے۔ مگر تو بھی میں ابھی صرف اس امر کو پیش کرتا ہوں جس نے میرے دل پر ایسا اثر کیا کہ میں مسیحیت کو افضل اور اپنی نجات کے واسطے عین ذریعہ سمجھنے لگا ۔

حضرات۔ جب سے مجھے اس کی سمجھ آئی کہ میں گنہگار ہوں مجھے معافی کی صورت ایسی ڈھونڈنی پڑی جو یقینی نجات تک مجھ کو پہنچا دے کیونکہ انسان اپنی نیکی کو بدی کے مقابلہ میں رکھکر اگر دیکھے تو نیکی بدرجہا کم ہوگی۔ اور صرف اپنی نیکی سے انسان کا بخشا جانا میرے نزدیک محال ہے

کیونکہ ہماری نیکی بھی کوئی نیکی ہے۔

یہہ صورت صرف خداوند یسوع مسیح کے پاس ملتی ہے جس نے یہہ آواز دی ہے کہ "اے وہ لوگو جو گناہ کے بوجھہ کے نیچے دبے اور ماندے ہو میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں نجات دوں"۔ اتنا بڑا اور ایسا عجیب دعویٰ کسی نے نہیں کیا۔ مجھے مفت نجات دینے کے لئے کسی نے اپنی ہمت نہ دکھائی جس نے کہا یہی کہا کہ نیک اعمال کرو تو نجات ہوگی۔ بھلا مجھ ایسے گنہگار سے نیک عمل کیسے سرزد ہو سکتے ہیں اور اگر میرے نیک عمل ہوں بھی تو وہ میرے لئے کب ایسے مفید ہو سکتے ہیں کہ مجھے اپنی کردہ بدیوں کے عذاب سے بچا لیں۔ یسوع مسیح تو ہمارے گناہوں کو لیکر معصوم مرا تاکہ ہمارے گناہ ہمارے سر سے اتر جاویں اور پھر زندہ ہوا کہ ہم اس کے ساتھ ابدی حیات حاصل کریں۔ ہمارے لئے کسی نے اپنی جان قربان نہ کی مگر صرف اسی خداوند نے جس کو موت و زندگی دونوں کا اختیار حاصل ہے۔ ایسی حالت میں گنہگار سوائے اس کے کہ یسوع مسیح کے پاس آوے اور کیا کر سکتا ہے۔

یہی سبب ہے کہ اب میں یسوع مسیح کے پاس آیا ہوں اور عیسائی ہوتا ہوں۔ اگر اسلام میں مجھے ایسی نجات ملتی تو میں عیسائی نہ ہوتا۔ اگر اب بھی کوئی امر دریافت طلب ہو تو میں جواب دینے پر مستعد ہوں فقط۔

راقم

سید محمد عسکری کرائسٹ چرچ کالج کانپور

ذکرِ راحل

اظہر ہے کہ انتقال مولوی عماد الدین صاحب مرحوم بسبب مفارقت جسمانی اور رشتہ روحانی کے ان کے احباب اور اقارب کو جو اُن سے اُنسیت رکھتے ہیں لابد صورتِ ملال دکھلا رہا ہے۔ مگر اے صاحبو مفارقت چند روزہ ہے اس کا قیام بالدوام نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک روز بارگاہ رب العالمین شفیع المذنبین یہودا الوہیم میں اکٹھے ہو کر مدح سرائی کرینگے اور پھر کبھی جدا نہ ہونگے۔ واہ سبحان اللہ ان مسافروں کا سفر کیا ہی عجیب وغریب ہے کہ گویا آواز جرس کے منتظر ہی بیٹھے تھے۔ اور ملک فلک پر اُن کے استقبال کے لئے آمادہ تھے۔ چنانچہ واضح ہے کہ ۲۰ تاریخ ستمبر ۱۸۹۹ء کو حضرت مولانا مولوی صفدر علی صاحب مرحوم نے دار الفنا سے دار البقا کی راہ لی۔

اور ۲۸ اگست ۱۹۰۰ء کو مولوی عماد الدین صاحب نے بھی بلدۃ الحیات کی سکونت اختیار کی۔ اگرچہ ان ہر دو صاحبان کی جائے ولادت اور زمانہ سابق کی قومیت علیحدہ علیحدہ تھی۔ آخر کار ایک ہی کالج سے مستفید اور ایک ہی پیشوا کے مرید اور ایک ہی استاد کے تلمیذ تھے اور مابین ایام مسافرت ان ہر دو کے صرف عرصہ یازدہ ماہ کی مفارقت ہوئی۔ بلا کلام ان کے کلام فیض المرام یعنے ان کی تصنیفات صفحہ روزگار پر ان کے نام کا یادگار اور متلاشیان حق کے لئے نور الانوار ہیں۔ بیت

گر جسم خاکی آنکھوں سے معدوم ہوگیا
تصنیف سے تو نامِ مصنف حیات ہے

اب حسب وعدہ موعودہ ابن الیزدان کے اس تاج صبح کو بہنکر جماعت برگزیدگان رحمان میں سرفراز اور ممتاز ہیں بہت مشکلیں ابنِ خدا نے دور کیں۔ منزلیں طے کرکے وطن میں جا بسے۔

اے ناظرین جب یہہ خاکسار شہر امرتسر سے تبدیل ہو کر شہر آگرہ سنٹ جان کالج میں جماعت عربی کا معلم ہو کر آیا۔ مولوی عماد الدین مرحوم چند سال بعد میرے مشرف بہ اسلام یعنے مسیحی ہوئے اور جن شہروں میں میں رہا کرتا تھا اکثر مجھ سے آکر ملاقات کیا کرتے تھے اور جب میں امرتسر میں جایا کرتا تھا تو زمانہ ماضیہ کے احوال کو یاد کرتے تھے۔ علی ہذا مولوی صفدر علی مرحوم کہ جب میں جاتا تھا تو وہ بھی گوہر معانی کلام ربانی سے مالا مال کرکے رخصت کیا کرتے تھے۔ اگرچہ وہ میرے رشتہ مند تھے مگر حق پسند تھے۔

ماورا بیان مذکورۃ الصدر کے جو کہ ولیم جیک صاحب نے بسبب محبت رشتہ داری یا جوش دینداری کے نور افشاں میں تحریر فرمایا کہ ہر ایک کو لازم ہے کہ مرنے والے کے لئے ہر ایک شخص بیت المقدس میں خدا کے سامنے جس نے اپنے بہادر سپاہی کو اس مبارک گود میں اُٹھالیا دعا کریں۔ اے صاحب دریں حال کہ اس مرحوم نے خادم الدین کا بھی درجہ پایا اور قسیس کے پاک عہدہ پر بھی سرفراز ہوئے اور لشپ فرنچ صاحب نے بھی لشپ کنٹربری کی طرف سے ڈی ڈی کا خطاب عطا فرمایا اور لشپ صاحب کی جلیل سند معہ فرمان والا شان ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے موجود ہے اور انہوں نے خداوند کی گود میں بھی جلوس فرمایا تو بھلا حسب ارشاد آپ کے اس مرحوم کے لئے کیا دعا مانگی جائے؟

اور کیا بعد انتقال منتقل کے کلام الہی میں کوئی دستور دعا مانگنے کا مرقوم ہے؟ اور وہ جملے دعائیہ کیا ہیں جو ان کے حق میں مانگے جائیں؟ نظرِ عنایت سے مطلع فرماویں۔

راقم

امام مسیح

بعد انتقال دعا مانگنے کا دستور نہیں۔ اڈیٹر

مہاراجہ میسور کی دونوں لڑکیاں عام لڑکیوں کے ساتھہ سکول میں پڑھتی ہیں۔ اُن کی دیکھا دیکھی امرا بھی اپنی لڑکیوں کو فخریہ طور بر داخل کرتے ہیں۔ عام ترغیب وتحریص کا یہہ عمدہ طریقہ ہے۔

بقیہ

آواگون

الف

(۱) ہندو آریوں میں تعلیم تناسخ ویدوں اور برہمنا کے زمانہ میں جاری نہیں ہوئی تھی۔

ویدوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ویدوں کے زمانہ میں آواگون کا خیال مطلق نہ تھا۔ برعکس اس کے پروفیسر ویبر صاحب مشہور سنسکرت دان لکھتے ہیں کہ ویدوں کے زمانہ میں لوگ اس زمینی زندگی سے بیزار نہ تھے بلکہ اس دنیا اور آنے والی دنیا میں اس کی درازی کے خواہشمند تھے۔ اور علاوہ اس کے ویدوں کی ان کتابوں میں جو برہمنا کہلاتی ہیں عمر درازی یا بقا کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے جو قربانیوں کی رسموں کو درستی سے سمجھتے اور عمل میں لاتے ہیں۔ اور جو اس میں قاصر رہتے ہیں وہ اس زندگی کو چھوڑ کر آیندہ دنیا میں جاتے ہیں اور وہاں ایک ترازو میں تولے جاتے ہیں اور اپنے کاموں کے موافق بھلا یا برا اجر پاتے ہیں۔ دیکھو ست پتہ برہمنا ۱۱-۲-۷، ۳۳-

"آیندہ دنیا میں وہ اس کے بھلے اور برے کاموں کو ایک ترازو میں رکھتے ہیں۔ ان دونوں میں سے جو بھاری ہو اسی کے پیچھے وہ جائیگا۔ خواہ وہ بھلے ہوں خواہ برے۔ اب جو کوئی اس بات کو جانتا ہے وہ اپنے تئیں اس دنیا میں ترازو میں رکھتا ہے۔ اور آیندہ دنیا میں تولے جانے سے چھٹ جاتا ہے۔ بھلے کاموں سے نہ بروں سے اس کا پلڑا بھاری ہوتا ہے"۔

یہہ بیان مصریوں والے اسی رشی کے مطابق ہے (دیکھو ضمیمہ) اور اس میں آواگون کا کوئی اشارہ نہیں ہے اور قربانی کا اثر جو آیندہ جسم پر پڑتا ہے اس کا یوں بیان ہوا ہے۔

ست پتہ برہمنا ۱۰-۱-۵، ۴-

"قربانیوں کی تاثیر کی بابت۔ آیندہ دنیا میں اگنی ہوترا کا گذراننے والا صبح اور شام کھانا پاتا ہے۔ اس قربانی میں اس قدر خوراک موضوع ہے۔ درسا پورنما قربانی کا ادا کرنے والا ہر چودھویں دن کھانا پاتا ہے اور چترمسیا کا ادا کرنے والا ہر چوتھے مہینے پسو بندھ کا ادا کرنے والا ہر چھٹے مہینے۔ ٹسواکاگندراننے والا ہر سال۔ حالانکہ آگ سلگانے والا ہر سویں برس کھانا پاتا ہے۔ اور اس سے پرہیز کرتا ہے۔ جیسا اس کا جی چاہے۔ اس سے مراد یہہ ہے کہ سو برس کے عرصہ میں وہ غیرفانی اور لاانتہا ہستی رکھتا ہے اور جونسا حصہ اس کا محدود کیا جاتا ہے وہ غیرفانی اور لاانتہا ہو جاتا ہے"۔

ست پتہ برہمنا ۴-۶-۱، ۱۰-

"یہہ قربانی کرنے والا آیندہ دنیا میں اپنے سالم جسم کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ یہہ قربانی آیندہ دنیا میں قربانی دینے والے کی روح ہو جاتی ہے"۔

پھر رگ وید میں بھی آواگون کا خیال متروک ہے اور بڑی خوشی اور بڑی بقا کا ذکر بہت ہے۔ ذیل میں ہم گرفتھ صاحب کے انگریزی ترجمہ رگ وید سے چند مقامات نقل اور ترجمہ کرکے پیش کرینگے۔

رگ وید منڈل اول۔ منتر ۳۱۔ آیت ۷۔

"جلال کے لئے اگنی مِن بدن تو نے فانی آدمی کو نہایت اعلیٰ بقا تک سرفراز کیا ہے"۔ "ہاں تو جو دو نو قوموں" (یعنے دیوتوں اور آدمیوں) "کے لئے خواہشمند ہو کر انہیں بڑی خوشی بخشتا ہے اور شاہزادہ کو کثرت سے خوراک دیتا ہے"۔

پھر اُسی منڈل کے منتر ۹۴۔ آیت ۱-۵ میں رشی وشن دیوتا کے محلوں میں پہنچائے جانے کی آرزو ظاہر کرتا ہے کہ "کاشکہ میں اس کے اس پیارے محل کو پہنچوں جہاں آدمی جو دیوتوں کے پوجاری ہیں خوش رہتے ہیں۔ زبردست پھلانگ بھرنے والے وشن کی اعلیٰ گدی کے ساتھ امرت کا چشمہ خوب پیوستہ ہے"۔

پھر منڈل ۹ منتر ۱۱۳۔ آیت ۷-۱۱ میں عالم بقا کا ذکر ہے اور دیوتا سوما سے رشی کی دعا ہے کہ مجھے اس عالم میں لیجاکر غیرفانی بناوے۔

۷۔ "اے پوامان مجھے اس بے مرگ اور بے زوال عالم میں رکھ جس میں آسمان کی روشنی قایم رہتی ہے اور ابدی نور چمکتا ہے۔ بہہ نکل اے اندو۔ اندر کی خاطر بہہ نکل"۔

۸۔ "مجھے اس ملک میں غیرفانی بنا جہاں وہ راجا رہتا ہے جو ویوسوان کا بیٹا ہے" (راجا سے مراد راجا یم ہے۔ فارسی جم جمشید) "جہاں آسمان کا پاک مندر ہے جہاں وہ جوان اور تازہ پانی ہے بہہ نکل اے اندو۔ اندر کی خاطر بہہ نکل"۔

۹۔ "مجھے اس ملک میں غیرفانی بنا جہاں وہ چلتے پھرتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں سب سے اندر کے آسمان کی تیسری گولائی میں جہاں روشن عالم نور سے بھرے ہیں بہہ نکل اے اندو۔ اندر کی خاطر بہہ نکل"۔

۱۰۔ "مجھے اس ملک میں غیرفانی بنا جہاں خواہش تیز اور زبردست ہے۔ سنہلے سورج کے ملک میں جہاں خوراک اور پوری خوشی ملتی ہے۔ بہہ نکل اے اندو۔ اندر کی خاطر بہہ نکل"۔

۱۱۔ "مجھے اس ملک میں غیرفانی بنا جہاں خوشی اور وجد اور شادمانی اور شکوہ ملتے ہیں اور اُنکی آرزوئیں پوری ہوتی ہیں۔ بہہ نکل اے اندو۔ اندر کی خاطر بہہ نکل"۔

بقیہ

چندر لیلا سادھنی کا قصہ

ساتواں باب

چندر لیلا کا سابقہ مذہبی ہندوؤں سے آزاد ہونا

اور اُس کو جو پہلے اُن کی اُستانی و پیشوا تھی۔ بہت منت اور عاجزی سے کہا کہ ہمارے ساتھ واپس چلئے۔ چندر لیلا نے اُن سے صاف کہا۔ کہ اب میں ہندو نہیں ہوں۔ اور نہ میرا اعتقاد ہندوؤں کے مذہبی پیشواؤں پر ہے۔ اور نہ میں ہندو دین کی تعلیم کسی کو دونگی۔ اور جب چندر لیلا نے اُن کو جو واپس لینے آئے تھے۔ یقین دلانے کے لئے پادری صاحب کے گھر سے ایک عورت کو بُلا کر پانی منگوایا۔ اور عیسائی عورت کے ہاتھ سے پی لیا۔ پھر ایک اور عیسائی کے گھر سے قند منگا کر سب کے روبرو پینے لگی۔ اور اسی طرح ہندوؤں کے سامنے اپنی ذات توڑ دی۔

تمام ہندو لوگ جو اُس کو واپس لینے آئے تھے۔ یہہ کاروائی دیکھ کر بہت اوداس ہوئے۔ اور دلمیں ناراض بھی ہوئے اور یہہ کہکر واپس چلے گئے۔ کہ اب اس کی ذات ویران ہوگئی۔ اور اس سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں۔

صرف اوسیدن چندر لیلا نے حقہ پیا تھا۔ بعد اُس کے کبھی نہیں۔

اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد اُس راجہ کے بیٹے نے یہہ ماجرا سُنا۔ جس کے محل میں چندر لیلا سات برس رہی تھی (جس کا ملک مدناپور سے تقریباً ۲۰ کوس تھا) کہ وہ عیسائی ہوگئی ہے۔ راجہ کے بیٹے نے چندر لیلا کے واسطے ایک ہاتھی سجا کر بھیجا۔ کہ اسپر چڑھ کر راجہ کی ملاقات کو آئے۔ لیکن جس وقت راجہ کے نوکروں نے یہاں آکر سُنا۔ کہ اُس نے کسطرح اپنی پاک ذات توڑ دی ہے۔ یہہ نوکر بغیر چندر لیلا کے لئے راجہ کے پاس واپس آئے۔ لیکن پیچھے کچھ مدت بعد چندر لیلا خود اسی راجہ کے محل میں گئی۔ راجہ اور اُسکے تمام گھرانے کے سامنے مسیح مصلوب کی منادی کی اور بائبل سے اُن کو سمجھایا۔ راجہ اِن باتوں پر جو چندر لیلا سے سُنیں۔ یقین لاتا تھا لیکن لوگوں کے ڈر کے سبب اور اپنی میراث کے چھٹنے کے سبب سے اُس نے بپتسمہ نہیں پایا۔ چندر لیلا دیسی پادری کی بیوی کے ساتھ ایک مہینہ رہی۔ اور اِس سارے وقت میں وہ مسیحی مذہب کی بابت سیکھتی۔ اور سوال پوچھتی رہی۔ اور خداوند کا کلام پڑھنے میں مشغول رہی۔ اور جو کوئی اُس کو کھانے کے لئے چاول دیتا تھا۔ وہ پانچ روپئے دیتی تھی۔

اس کے بعد چندر لیلا نے ایک دن ڈاکٹر فلپ صاحب کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا۔

ابیات

ایک عرض خدا سے میں نے کی اور اُسکا ہوں خواہاں
کہ گھر میں پاک خداوند کے میں رہوں جاوداں
کیونکہ غور نہ کرتے ہیں کچھ۔ رب کے کام اور صنعت پر
پس گراویگا وہ ان کو نہ بناوے گا پھر کر
میری منت اس نے سُن لی ہیں مبارک ہو خدا
میری ڈھال اور زور ہو وا میرے دلکی امیدگاہ
پکار تو مجھ کو تنگی میں میں دونگا مخلصی
تب ظاہر کرے گا جلال۔ تو میرا ابدی
پر رب شریر سے کہتا ہے۔ کہ تیرا ہے کیا کام
میرے حقوق سُناوے تو یا لیوے عہد کا نام

زبور ۲۷ : ۴ ۔
اور ۲۸ : ۵ ۔ ۶ ۔ ۷ ۔
اور ۵۰ : ۱۶ ، ۱۵ ۔

آٹھواں باب

چندر لیلا کا منادی کرنا اور رہنمی ہی

محنت سے اپنے لئے خوراک پیدا کرنا

اس لئے جو کوئی آدمیوں کے آگے میرا اقرار کریگا۔ میں بھی اپنے باپ کے آگے جو آسمان پر ہے اس کا اقرار کرونگا۔
متی کی انجیل باب ۱۰۔ آیت ۳۲

چندر لیلا بپتسمہ لینے کے بعد مدرسوں اور زنانہ گھروں میں پڑھانے کیلئے اور کارندوں کے ساتھ جایا کرتی تھی۔ لیکن وہ چھوٹے بچوں کو بھی حروفتہجی پڑھانے کو خوش نہ تھی۔ اور نہ مستورات کو کسی قسم کا علم پڑھانے سے راضی ہوتی تھی۔ لیکن اُس کی دلی آرزو یہہ تھی۔ کہ مسیح مصلوب کی ہر ایک چھوٹے بڑے کو منادی کروں۔ اسی طرح گھر بہ گھر اور گلی بہ گلی وہ اپنی بائبل ساتھ لیکر پڑھتی اور لوگوں کو سمجھاتی تھی۔ اور اکثر بڑے بڑے لوگوں کے انبوہ اُس کا کلام سُنتے تھے۔

چندر لیلا دن بھر سُناتی رہتی تھی۔ اور اپنے آرام یا کھانے پینے کے لئے بہت تھوڑا وقت خرچ کرتی تھی۔ اکثر رات کو روٹی پکا کر کھاتی تھی۔

جب مشن کے منتظموں نے دیکھا۔ کہ اُس کا دل پڑھانے کی نسبت کلام سُنانے میں زیادہ لگتا ہے۔ پھر اُسکو کلام ہی سُنانے کا کام سپرد کر دیا۔ اور جہاں کہیں جانا چاہتی تھی نہ روکا۔

مسیحی ہونے کے بعد چندر لیلا پہلے تین برس کبھی مدناپور میں کام کرتی اور کبھی اُس کے گرد و نواح کے گاؤں جاتی اور کلام کرتی۔ چندر لیلا کے مسیح ہونے کے بعد اس کا بھائی نیپال کے ملک سے آیا۔ (وہ اپنے گھر سے جگن ناتھ کے تیرتھ

واقعات اور رائیں

چین میں شہید۔ چین کے گذشتہ ہنگامہ میں بہت سے مشنری اور چینی مسیحی قتل کئے گئے ہیں۔ پٹنگ فو میں ۳۰ جون کو امریکن پریسبی ٹیرین مشن کے پانچ مشنری اور تین بچے قتل کئے گئے۔ ان کا سٹیشن جو شہر کے شمال کی طرف تھا جلا کر خاک سیاہ کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ان کے یکم جولائی کو جنوبی سٹیشن میں تین امریکن بورڈ کے اور دو کینیڈین مشنری مارے گئے۔ امریکن بورڈ کے مشنریوں میں سے بعض کے نام یہہ ہیں۔ ڈاکٹر ٹیلر صاحب جو عرصہ بارہ سال سے چین میں کام کر رہے تھے۔ پادری۔ ایف۔ اے سیمکاکس معہ اپنی میم صاحبہ کے جو سات برس سے چین میں رہتے تھے اور ڈاکٹر سی۔ وی۔ آر۔ ہاج صاحب اور ان کی میم صاحبہ جو فروری ۱۸۹۹ء کو چین میں کام کرنے کے لئے گئے تھے۔

ولایت کے اخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ایذا رسانی جس میں نہ صرف سینکڑوں ولایتی مشنری بلکہ ہزاروں چینی مسیحی قتل ہو چکے ہیں نیرو یا ڈایوکلیشن رومی شاہنشاہوں کے زمانے سے کچھ کم نہیں ہے ان میں سے اکثروں کو موقع دیا گیا کہ وہ مسیح کا انکار کر کے اپنی جان بچا لیں۔ مگر انہوں نے چند روز کے لئے اپنی جان کو بچانے کی نسبت مسیح کی خاطر قدیم شہیدوں کی مانند سخت عذاب وہ موت سے مرنا عین خوشی سمجھا۔

جب ہم چین کی اس سخت اور خوفناک ایذا رسانی کا خیال کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی یقین کرتے ہیں کہ سب کچھ ہمارے آسمانی باپ اور کلیسیا کے چوپان خداوند یسوع مسیح کی اجازت سے ہوا ہے تو ہم کو یقین ہوتا ہے کہ ان شہیدوں کا خون جو چین کی سرزمین میں بہایا گیا ہے چین کی کلیسیا کی ترقی اور اس ملک میں مسیحیت کی بڑی قدرت کے ساتھ پھیلنے کا باعث ہوگا۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ چند سال پہلے بھی ایک اسی قسم کے ہنگامے میں کئی دیسی مسیحی اور ولایتی مشنری قتل کئے گئے تھے۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد ہی اس جگہہ جہاں وہ قتل کئے گئے ہزاروں آدمی بپتسمہ کے وسیلے کلیسیا میں شامل ہوئے۔

علاوہ اس کے اس قسم کے واقعات سے ایمانداروں کو خدا کے ابدی کلام کی سچائی کا ثبوت ملتا ہے کہ باوجودیکہ ہزاروں برس گذر چکے ہیں تو بھی وہ دشمنی جو تاریکی کے فرزند نور کے فرزندوں سے کرتے آئے ہیں اب تک جاری ہے اور جاری رہیگی۔ اس سے ایمانداروں کو تسلی ملتی ہے کہ "اگر وہ دنیا کے ہوتے تو دنیا ان کو پیار کرتی"۔

سبت سکول کے پرچوں کا مناسب استعمال

ہم نے ریل گاڑی میں سفر کرتے ہوئے دیکھا کہ انبالہ شہر کے سٹیشن پر ایک مسیحی گاڑیوں میں پرانے سبت سکول کے پرچوں کے ورق علیحدہ علیحدہ کر کے بانٹتا پھرتا تھا۔ ہمارے خیال میں اگر ہر جگہہ استعمال شدہ سبت سکول کے پرچے اسی طرح تقسیم کئے جایا کریں تو بہت بہتر ہوگا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ریل گاڑی میں وہ مسافر جو کچھہ پڑھ سکتے ہیں کچھ نہ کچھ پڑھنا چاہتے ہیں۔ اگر ہر ایک ٹرین میں سبت سکول کے پرانے پرچے یا ہنڈبل یا اور کسی قسم کے ٹریکٹ تقسیم کئے جاویں تو امید ہے لوگ شوق سے پڑھیں گے۔ ہندوستان کے ہر ایک بڑے بڑے سٹیشن پر اس قسم کا بندوبست ہونا بہت ضروری ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ اس قسم کے کام کا نتیجہ بہت جلد تو نظر نہیں آتا مگر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک چھوٹا سا ٹریکٹ یا ہنڈبل انسان کی ساری زندگی کو بدل دیتا ہے ۔

مدرسہ علم الہی سہارنپور۔ یہہ مدرسہ بہت برسوں سے سینوڈ ہند کی طرف سے جاری ہے اس میں اُردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں طالب علم انجیل کی خدمت کے لئے تیار کئے جاتے ہیں۔ مدرسہ حسب معمول ۱۷ اکتوبر سے کھل گیا ہے جس میں فی الحال پندرہ طالب علم ہیں۔ ان میں سے ۱۳ تو اُردو میں اور دو انگریزی میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ابھی تک ڈاکٹر لوکس صاحب کی جگہہ کسی صاحب کے آنے کا بندوبست نہیں کیا گیا۔ اس سبب سے موجودہ اُستادوں کو معمول سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ امید ہے کہ اس سال کے آخر تک کوئی نہ کوئی صاحب ضرور تشریف لے آویں گے ۔

کرسچن لٹریچر سوسائٹی اور ہندو مذہب۔

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ جو کتابیں کرسچن لٹریچر سوسائٹی کے متعلق شایع کی جاتی ہیں ان کے چھاپنے سے پیشتر ممبروں سے منظوری لینی ضروری ہے اس میں شک نہیں ہے کہ اس سوسائٹی کے ممبر اُردو زبان و محاورات اور کسی قدر ہندوستان کے مذاہب سے بھی واقفیت رکھتے ہیں مگر جیسا ہم پچھلے ہفتے مسٹر کالی چرن بنیرجی کی تقریر کے متعلق لکھ چکے ہیں اس سوسائٹی میں ان صاحبوں کو ضرور شامل کرنا چاہئے جو خاص خاص مذہبوں میں مہارت رکھتے ہوں جہاں تک ہم کو معلوم ہے اس کے ممبروں میں بہت تھوڑے ہیں جو ہندو فیلسوفی اور مذہب سے بخوبی واقف ہوں۔ اس واسطے جب کبھی کوئی اس قسم کی کتاب پیش ہوتی ہے تو اس کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے اور وہ نامنظور کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ کرسچن لٹریچر سوسائٹی ہماری اس عرض پر غور کریگی اور اپنے ممبروں کی فہرست میں ان لوگوں کو بھی شامل کرنے کی کوشش کریگی کہ جو ہندو فیلسوفی اور مذہب سے بخوبی واقفیت رکھتے ہوں ۔

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ .... [illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ .... [illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ .... [illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ .... [illegible]
قیمت دو کاپی یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ فی کاپی .... [illegible]
بغیر ضمیمہ .... [illegible]

نوٹس

واضح رہے کہ کسی نئے خریدار کے نام اخبار نور افشاں لودیانہ بغیر قیمت پیشگی ارسال کے جاری نہیں ہوگا۔ بجز ایک دفعہ نمونہ کا پرچہ ارسال کیا جاویگا۔ جبکہ کوئی نیا خریدار اخبار لینے کی درخواست کرتا ہے اور نیز اسسال کسی خریدار کو تخفیف قیمت اخبار نہ ہوگی۔ اڈیٹر

از ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۰ء　　۱۲ اکتوبر ۱۹۰۱ء

مایوس مریضوں کو مژدہ

اگر آپ کسی عارضہ سے لاچار ہیں۔ معمولی معالجہ یونانی و ڈاکٹری کر کے ناکامیاب ہیں تو مجھے بتلایئے آپ کو طریق سلامتی بتلاؤں ۔

المشتہر

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما شفاخانہ انگریزی و یونانی لاہور

تجربہ سے یہہ بات ثابت ہوگئی ہی کہ کلوں کے کارخانوں میں مردوں کی بہ نسبت عورتیں زیادہ عقلمند ثابت ہوئی ہیں چنانچہ اپنی بجلی کی کل میں مسٹر ایڈیسن صاحب نے دو سو عورتیں مقرر کی ہیں ۔

پیار کرنیوالا باپ

اور

مُصرف بیٹا

کسی امیر کے فرزند دو تھے خورد و کلاں
کیا یہہ باپ سے چھوٹے نے ایکروز بیان
جو کچھ کہ مال کا حصہ مجھے پہنچتا ہو
وہ مجھ کو دیدے کہ پوری مری تمنا ہو
خوشی سے باپ نے سب دیدیا نہ کی تکرار
گرہ میں کرلیا سب نقد اُسنے کرکے شمار
وہ دور دیس میں جاکر ہوا قیام پذیر
ملا جو صحبت بد میں ہر ایک دوست شریر
خراب چال میں آخر اُڑا دیا کل مال ۔
بقایا نام کو باقی نہ تھا ہوا یہہ حال
اب ایسے وقت میں اک دوسرا وبال پڑا
خدا کی شان کہ اس ملک میں آکال پڑا
کسی کے پیٹ کو روٹی جہاں نہ ملتی تھی
اُسے تو بھیکھ بھی مانگے وہاں نہ ملتی تھی
یہہ بدنفس دم آخر کہ دم تھا جانے پر
ہوا کسی کے مقرر سوٗر چرانے پر
اسے امید تھی چھلکوں سے پیٹ بھر لونگا
اسی غلیظ خورش پر گذارہ کر لونگا ۔
دل اس کا گرمیٔ خجلت سے جوش میں آیا
وہ فاقہ مست تب اک روز ہوش میں آیا
کہا یہاں تو سوٗر میں نہیں چراؤنگا
اُٹھونگا باپ کے پاس اپنے اب میں جاؤنگا
کہونگا اس سے کہ میں نے کیا گناہ ضرور
نہ صرف تیرے مگر آسمان کے بھی حضور
سو تیرا بیٹا کہاؤں نہیں میں اس قابل
میں چاہتا ہوں کہ مزدوروں ہی میں ہوں شامل
غرض یہہ کہہ کے اُٹھا اور باپ پاس چلا
وہیں وہ چھوڑ سوٗر گھر کو بے ہراس چلا
ابھی وہ دور تھا جب باپ کو نظر آیا ۔
رحیم باپ کو رحم آیا دل بھی بھر آیا تھا
گلے لگالیا بیٹے کو دوڑ کر چوما ۔ ۔ ۔
خوشی سے اس کو لیا اور بے خطر چوما
دیا یہہ حکم کہ عمدہ لباس لے آؤ
ملازموں سے کہا میرے پاس لے آؤ
پہناؤ پاؤں میں جوتی ذری نہ دیر کرو
اور اس کے ہاتھ میں انگشتری نہ دیر کرو
خوشی منائیں ضیافت کھلائیں لوگوں کو
شریک بزم ہوں آکر۔ بلائیں لوگوں کو
جو مر گیا تھا پسر اس نے جان پھر پائی ۔
جو کھو گیا تھا وہ پھر مل گیا سُنو بھائی
اسی طرح جو گناہوں سے توبہ کرتا ہی
رحیم ہوکے خدا باپ درگذر تا ہی ۔
یہہ ارتکاب گنہ دور دیس جانا ہی
شرارتیں ہی تو سچ مچ سوٗر چرانا ہی
خدا کے پاس سب آؤ اسی پسر کی طرح
خدا معاف کریگا تمہیں پدر کی طرح
خدا سے اب تو ہو منت یہہ آرزو میری
جو تھی مسیح کی عادت وہی ہو خو میری ۔

راقم

کیدار ناتھ مت

فرخ آباد